HJRS HEC Journal Recognition System
Category Y

Al-Mahdi Research Journal (MRJ)

Vol 5 Issue 3 (January-March 2024)

ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

Educational and Literary Services of Hazrat Khawaja Muhammad Karimullah Abbasi Qadri

حضرت خواجہ محمد کریم اللہ عباسی قادریؒ کی علمی وادبی خدمات

Ghulzar Ahmad
Ph.D. Scholar, Institute of Islamic Studies & Sharia, MY University, Islamabad
rangshahqalandar@gmail.com

Dr. Hafiz Mohsin Zia Qazi
Associate Professor, Director Institute of Islamic Studies and Shariah, MY University Islamabad, hod.islamicstudies@myu.edu.pk

Farah Sadique
MPhil Scholar, Department of Islamic studies, University of Gujrat
naeemulirfan@gmail.com

Abstract

The article explores the divine guidance provided by Allah Almighty to humanity, emphasizing the role of Prophets in dispelling ignorance and reviving forgotten lessons. The ongoing divine process is investigated through The Ulma-e-Haq and Sofia. Hazrat Khawaja Muhammad Karim Ullah Abasi Qadri, a respected spiritual guide and gifted poet, is highlighted as a recipient of Allah's blessing in the form of poetic faculties. Through his verses in Punjabi, Urdu, Persian, and Arabic, adopting pen names like Ashiq and Karim/Karimi, Sofi Makhdumul Asr serves as a conduit for spiritual insights. The article underscores his contribution in illuminating the paths of spiritual knowledge, offering a linguistic

CC BY

journey that transcends boundaries and encapsulates the profound beauty of divine wisdom. Sofi Makhdumul Asr's role as a beacon on the intricate paths of spiritual enlightenment is central to the narrative, fostering a connection between seekers and the transcendent.

Keywords: Allah, Spiritual Guidance, Hazrat Khawaja, Divine Wisdom, Linguistic Journey

تمہید

حضرت خواجہ محمد کریم اللہؒ یکتائے روزگار، صاحب علم و فضیلت اور اپنی تعلیماتِ روحانی کی بدولت تا ابد مطلع روحانیت پر پوری تابش ایمانی کے ساتھ جگمگانے والے صوفی کامل تھے۔ ان کا نسبی تعلق ایک ایسے خانوادہ طریقت سے تھا جس کا احترام اہلِ ایمان ویقین کو ہمیشہ ملحوظ رہاہے۔ یہ حضرت خواجہ محمد عبداللہ عباسی قادریؒ کے فرزندِ ارجمند اور حضرت خواجہ محمد عمر عباسی قادریؒ کے پوتے تھے۔ حسبی طور پر سلسلہ عالیہ قادریہ سے نسبت تھی جب کہ نسبی طور پر حضرت عباسؓ سے تعلق رکھتے تھے۔ اسی لئے عباسی قادری کہلائے[1]۔ پچیس سال کی عمر تک آپ نے علمِ فقہ۔ علمِ حدیث اور علمِ تفسیر میں کمال حاصل کر لیا تھا۔ آپ کو اللہ پاک نے طبع موزوں سے نوازا تھا۔ شروع سے ہی سخن فہم اور سخن شناس تھے۔ لڑکپن میں ہی کبھی کبھار شعر کہہ لیا کرتے تھے لیکن شاعری کی باقاعدہ ابتداء ۲۸ سال کی عمر میں کی۔[2]

ان کی صوفیانہ شاعری متلاشیانِ حق و صداقت کے لئے متاعِ گراں مایہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ انہوں نے فارسی، اُردو اور پنجابی زبانوں میں شاعری کی۔ ان کے پنجابی کلام کا ایک انتخاب ان کی زندگی ہی میں "کلامِ عاشق" کے نام سے شائع ہو چکا تھا۔ آپ پنجابی میں "عاشق" اور اُردو، فارسی شاعری میں "کریمی یا کریم" تخلص کرتے تھے۔ آپ کی شاعری کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کے تمام اسرار و رموز بیان فرماتے ہوئے قرآن و سنت کو ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔ ان کے کلام میں علم و حکمت اور محبتِ الٰہی کا سمندر موجزن ہے۔ آپ نے شاعری میں ہمیشہ سادگیٔ الفاظ کا خیال رکھاہے کہ مضمون آفرینی کے وقت عربی اور فارسی الفاظ بھی اس مہارتِ فن کے ساتھ استعمال کر جاتے ہیں کہ یہ الفاظ ذہن و فکر کو قطعاً بوجھل محسوس نہیں ہوتے۔ شاعری میں قرآنی آیات اور احادیث نبوی ﷺ کو اس خوبی سے سموتے ہیں کہ مفہوم و معانی کو چار چاند لگ جاتے ہیں۔[3] آپؒ اس بارے میں اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

ع عاشقاں عشق دے راہ اندر جس قدر ہی قدم اُٹھایا اے
اوسے قدر ہی بھار محبتاں دا غم یار دا سرے چایا اے

CC BY

اشدُّالبلاءِعلَی الانبیاء نبیاں ساریاں نے دکھ پایااے

عاشق درد مصیبتاں جھل سرتے ستویں چرخ تے قدم ٹکایااے [4]

حضرت خواجہ محمد کریم اللہ عباسی قادریؒ صوفیائے کرام کے اُس طبقے سے تعلق رکھتے تھے جن کی شاعری اصلاح امّت اور تعمیر اخلاق و کردار کے لئے وقف ہوتی تھی۔ وہ ستائش کی تمنا اور صلے کی پرواہ سے بے نیاز تھے۔ ان کی شاعری کا اولین مقصد حصولِ خوشنودیِ خدا اور رسول ﷺ تھا۔ ان کی شاعری اگر تھی تو خدا اور رسول ﷺ کے لئے۔ ان کی شاعری تھی تو اشاعتِ دینِ اسلام کے لئے۔ بلاشبہ ان کی تمام زندگی اسی بے مثال سیرت و کردار کا نمونہ تھی جس کی تشریح قرآن و سنّتِ رسول ﷺ میں ملتی ہے۔ انہوں نے خود کو دینِ اسلام کی سربلندی و سرفرازی کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ان کی زندگی میں ہزاروں طالبانِ جادہ حق منزلِ روحانی سے آشنا ہوئے اور آج ان کی وفات کے بعد بھی آپ کے ارادت مند آپ کی بخشی ہوئی دولتِ کردار و عمل اور صوفیانہ شاعری سے اپنے ذہن و فکر کی ظلمتوں کو اجالتے اور آپ کے تذکارِ ایمانی سے قلب و نظر کو پُر نور پاتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ عزت، مال، رزق، دولت اور شہرت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جو کچھ بھی مانگو اُسی سے مانگو اور کسی سے دستِ سوال نہ کرو۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ دنیا ایک مسافر خانہ ہے اور آدمی کا قیام بالکل تھوڑی دیر کے لئے ہے۔ اُس کا اصل ٹھکانہ آخرت ہے جس میں اس نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہنا ہے اور سارے انبیاء کرام، اولیاء کرام اچھے اور نیک اعمال کی وجہ سے اگلے جہان کی تیاری کے لئے تلقین کرتے ہیں۔ حسد کے بارے میں آپ فرماتے ہیں، حسد کرنے والا نہ دین کا رہتا ہے نہ دنیا کا۔ دیوانِ عشق میں حقیقی عشق اور تصوف کے انمول موتیوں کے ساتھ ساتھ شاعری بھی اپنے پورے عروج پر ہے۔ آپ کا مسلک پیار، محبت اور اُلفت لوگوں میں تقسیم کرنا ہے اور لوگوں کو ضد سے باز رکھنا اور صلح صفائی سے رہنے کا درس دیتا ہے۔ [5]

آپؒ کی تصانیف یہ ہیں

ا۔ پنجابی تصانیف

ا۔ گنجِ عرفان (مجموعہ سی حرفیات)

2۔ میزانِ عشق (مجموعہ کافیاں ڈیوڑھ)

3۔ دیوانِ عشق (مجموعہ سی حرفیات، کافیاں اور عارفانہ کلام پنجابی)

4۔ برھانِ عشق (مجموعہ سی حرفیات، کافیاں اور عارفانہ کلام پنجابی)

5۔ ایقانِ عشق (مجموعہ سی حرفیات، کافیاں اور عارفانہ کلام پنجابی)

۲۔ اردو تصانیف:

6۔ زمزمہ حُمد (حمدیہ کلام)

7۔ نور علیٰ نور (ارمغانِ نعت)

CC BY

8۔غزلیات

9۔ارمغان کریمی

10۔مسدس کریمی

11۔آداب المریدین(راہ سلوک پر مقالہ)

12۔بیان مخدوم

13۔ہمہ اُوست۔

14۔وحدتُ الوجود

15۔منازلِ سلوک

16۔شجرہ طیّبہ منصۂ شہود پر آچکی ہیں۔

آپ عربی، فارسی، پنجابی اور اُردو کے شاعر تھے۔ آپ نے پنجابی۔ اُردو اور فارسی زبانوں میں بہت کام کیا اور اس کے ساتھ ساتھ آپ نے نثر میں بھی کام کیا۔[6] آپ کی پنجابی کی پانچ تصانیف کی اشاعت ہو چکی ہے۔ پنجابی صوفیانہ ادب میں اُن کا یہ خاصہ ہے کہ انہوں نے پنجابی ادب کو اکیس سی حرفیاں دیں۔ اس سے پہلے اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ آپ کی پنجابی تصانیف یہ ہیں:

پنجابی تصانیف

1۔گنجِ عرفان (کلامِ عاشق

2۔میزانِ عشق

3۔دیوانِ عشق

4۔برہانِ عشق ۵

5۔ایقانِ عشق

1۔گنجِ عرفان(کلامِ عاشق)

آپ نے اس کتاب میں شریعت، طریقت، حقیقت، اور معرفت کے اصولوں اور اسرار و رموز کو بیان کیا ہے۔ اور قرآن و سنّت سے چشم پوشی نہیں کی بلکہ قرآن و سنّت کے مطابق حق تعالیٰ سے واصل ہونے کا طریقہ ارشاد فرمایا ہے۔ بہت سے مسلمان صوفیاء کرام اور بزرگانِ دین اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ اصل حقیقت ایک ہے اور اس کائنات کی تمام ظاہری صورتیں دراصل اس حقیقتِ واحد (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے اشارہ کرتی ہیں۔ اسی لئے یہ صوفیاء کرام اسی حقیقتِ واحد کی طرف روحانی اور مکانی طور پر رجوع کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ حضرت خواجہ محمد کریم اللہ عباسی قادریؒ اپنے پنجابی کلام میں اسی حقیقتِ ازلی و ابدی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں۔[7]

OPEN ACCESS
CC BY

ث ثابتی صدق پیار سیتی ہُن بھار امانتاں چا بیٹھا
آ کے مالک مُلک دا ہو کے تے ہُن عاجزی دا تنبولا بیٹھا
نہ کوئی فکر سی موت حیات والا ہُن فکر تنور نُوں تا بیٹھا
عاشق نکل دریا توحید وچوں کثرت وچہ آرنگ وٹا بیٹھا[8]

2۔میزانِ عشق

آپ کی ان سی حرفیوں کامرکزی موضوع عشق ہے اور ایسے موضوع سے بہت زیادہ تعلق ہونے کی وجہ سے اس کتاب کا نام "میزانِ عشق "رکھا گیا ہے۔ جس میں عشق کے مقام کے حوالے سے عاشقوں اور عارفوں کے مقامات کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ آپ پنجابی میں تخلص "عاشق "استعمال کرتے تھے۔ ایسے لگتا ہے جیسے انہوں نے سی حرفیوں میں عشق کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیاہے کیونکہ صوفی شاعر عشق کو ہی معرفت کی اصل سمجھتے ہیں۔

آپؒ میزانِ عشق کی تیسری سی حرفی میں عاشق کے احوال کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ع علامت عشقے والی دم کا ہلا بیماری تے لاچاری
بے صبری بے چینی ہر دم ڈاہڈی بے قراری تے بیزاری
نیند بُھکھ آرام نہ ہر گز ہر دم بیداری انتظاری
رنگ زردی دم سردی عاشق اکھیں خون گزاری کم گفتاری[9]

3۔دیوانِ عشق

مخدوم العصر حضرت خواجہ محمد کریم اللہ عباسی قادریؒ کی سی حرفیوں میں عشق حقیقی کا سب سے بڑا نمونہ ہے۔ آپ کلاسک کی پیروی کرتے ہوئے ہر سی حرفی کے شروع میں حمدیہ اور نعتیہ شعر لکھتے ہیں دیوانِ عشق میں حقیقی عشق اور تصوف کے انمول موتیوں کے ساتھ ساتھ شاعری بھی اپنے پورے عروج پر ہے۔ آپ نے اپنے اس کلام میں دنیا کو چاہنے والوں کا حشر بھی بیان کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ عزت،رزق اور مال و دولت دینے والی صرف اللہ ربّ العزت کی ذات ہے۔اور یہ دستِ طمع دراز کسی غیر کے آگے نہیں ہونا چاہیے۔ آپؒ اس کی تصویر کشی ان الفاظ میں کرتے ہیں۔ایک چو مصرعہ ملاحظہ فرمائیں۔

فضل خدا ئیدا امنگ ہر دم در فضل والا ہر دم باز ہے وے
در فضل دا کدی نہ بند ہووے ہر دم رب غریب نواز ہے وے
اوہدے فضل دی آس امید مینوں جہیڑا اعاجزاں دا کارساز ہے وے
عاشق عشق دا درد سنا اُسنوں جہیڑا عاشقاں دا محرم راز ہے وے[10]

OPEN ACCESS
CC BY

آپؒ کی یہ سات سی حرفیاں عشقِ حقیقی کی تشریح بھی ہیں اور راہِ حق کے لئے مرشدِ کامل بھی ہیں۔ جس کے سمجھنے سے ہر نشیب و فراز سمجھ میں آجاتا ہے۔ اس میں شریعت اور سلوک کے مسائل کو کثرت سے بیان کیا گیا ہے۔

4۔ برہانِ عشق

حضرت مخدوم العصر نے اپنی پہلی سی حرفی حمد پاک اور سرکار دوعالم ﷺ کی نعت سے شروع کی ہے۔ جن میں حقیقی عشق بیان کیا گیاہے۔ آپ نے دوسری سی حرفی میں حق کے راہ اور فاعل، فعل اور اس کا محاسن بیان کرتے ہوئے اس طرح کے اچھے اور سچے عارفانہ اصول وضع فرمائے ہیں جن کا مطالعہ کرنے سے حق کے طالب کو روحانی عوامل اور احوال کی پہچان نصیب ہوتی ہے اور عام لوگوں کے لئے نصیحت ہے کہ وہ بھی ان اصولوں کو پہچان لیں، جس سے ان کے تمام شکوک و شبہات اور وسوسے دور ہو جائیں جو ان کی ناحق شناسی کا سبب ہیں۔ اور تیسری سی حرفی میں آپ کے کلام کے لئے یہ دلیل سامنے آتی ہے کہ اُن کی تمام سی حرفیوں میں شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا ہوا نظر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں اور محبوبوں کے سامنے ہر حال میں ذاتِ الٰہی کا جلوہ ہوتا ہے۔

اوّل حمد ہزار جبّار تائیں کیتا عشق جس جگ دا مول یارو
لکھ وار درود سلام ہووے اوپر مصطفیٰؐ پاک رسولؐ یارو
حرماں آل اصحاب اولاد تائیں لکّھاں رحمتاں ہون نزول یارو
عاشق عشق والا قصّہ یاد آیا کر اں عرض جے کرو قبول یارو[11]

5۔ ایقانِ عشق

ایقانِ عشق میں سی حرفی، سہر ا رسولی، کافیاں اور بالڑیاں ہیں۔ اور شجرہ شریف درج ہے۔ مخدوم العصر کی پنجابی نعتیہ قافیوں اور متفرّقات پر مبنی شعری تصنیف "ایقانِ عشق " ہے۔ ان میں سب سے پہلے " سہر ا رسولی " ہے جیسا کہ نام ہی سے ظاہر ہو رہا ہے کہ اس میں آپؒ نے سرکارِ دولم ﷺ کی سیرت و صورت کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں نعتیہ اشعار لکھے ہیں۔ اس کے بعد کافی میں آپؐ کی نعت اور اوصاف کو بیان کرتے ہوئے عارفانہ کلام کا بھی اظہار کیا ہے۔ بالڑیوں میں آپ ان لوگوں سے مخاطب ہیں جو عقل و شعور کے لحاظ سے نابالغ ہیں اور وہ عشقِ الٰہی کو اختیار کرنے سے قاصر نظر آتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں:

ساڈی حالت نوں کیہہ سمجھن ایہہ بے سمجھاں بالڑیاں
ساڈی حالت جانن جیہڑیاں پاک محبت والڑیاں[12]

اس فانی دنیا اور اللہ تعالیٰ کے ہمیشہ قائم رہنے کے بارے میں کا تذکرہ کرتے ہیں۔ اس کے بعد اللہ باری تعالیٰ اور اس کے محبوبؐ سے محبت کرنے والوں کی توصیف بیان کرتے ہیں۔ اور دعائیہ کلمات پہ اپنے کلام کا اختتام کرتے ہیں۔

OPEN ACCESS
CC BY

مت کریمی دی سن جاؤ دھیاں بھیناں بالڑیاں
دل وچ شوق محبت پاروں پیو شوق پیالڑیاں
نال ایمان لیجاوے اللہ دنیاں تھیں خوشحالڑیاں
ہتھ اُٹھا دعائیں منگو آمین آکھن والڑیاں[13]

ان پانچ کتابوں کے نام حضرت خواجہ صاحب کے تصرف کے ساتھ ہی تجویز ہوئے اور صاحبزادہ شبیر احمد کمال عباسی نے ان پانچ کتابوں پر اشاریے لکھے اور ان کو ترتیب بھی دیا ہے۔ ان پانچ کتابوں میں جو ۲۱ سی حرفیاں ہیں اُن کا اُردو نثری ترجمہ اور مختصر شرح بھی چھپ چکی ہیں۔ یہ ترجمہ اور تشریح کندن لاہوری صاحب نے کی ہے۔ گنجِ عرفان کا انگریزی زبان میں ترجمہ جناب محمد سہیل اور جناب محمد ریاض قادری نے علیحدہ علیحدہ کیا ہے۔[14]

اُردو تصانیف۔ 6۔ زمزمہ ٔ حمد 7۔ نورٌ علیٰ نُور (ارمغانِ نعت) 8۔ غزلیات 9۔ ارمغانِ کریمی 10۔ مسدس کریمی

6۔ زمزمہ ٔ حمد

حضرت خواجہ محمد کریم اللہؒ کے اس حمدیہ کلام میں آپؒ نے اللہ تعالیٰ کی مدحت اس انداز میں پیش کی ہے کہ قاری کو ان حمدیہ اشعار میں اللہ تعالیٰ کے نورانی جلوؤں کی آمد اور ہر شے میں ان کا ظہور دکھائی دیتا ہے۔ اور قلب واذہان میں عجب کیف ومستی چھا جاتی ہے۔ اور آپؒ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نہایت عاجزی سے اپنا مدعا بیان کرتے ہیں۔ اور وصل الی اللہ کے بارے میں فرماتے ہیں۔

ہو گیا ہے جس کسی کو دل سے پیار
ہے ہلالِ عید اسے ابروئے یار
ہر گھڑی کرتا ہے اپنی جاں نثار
رہتا ہے دلدار کے ہی روبرو
اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ[15] [16]

7۔ نورٌ علیٰ نُور (ارمغانِ نعت)

نعت کی ایک روشن کڑی ارمغانِ نعت "نور علیٰ نور" ہے جو مخدوم العصرؒ کی روحانی ووجدانی فکرِ بلند کا اظہار ہے۔ آپ نے نعتوں میں مدینہ طیبہ کی عظمت، مدینہ کی زیارت اور اپنی بے تابی کو بھی نعت کا موضوع بنایا ہے۔ آپ کی نعتوں میں مناجات اور دعائیہ کلمات بھی ملتے ہیں۔

مجھے غیروں کی الفت سے ہٹایئے یارسول اللہؐ
گُلِ گلزارِ وحدت بس سنگھایئے یارسول اللہؐ
تجلّی نورِ وصلت اب دکھایئے یارسول اللہؐ

OPEN ACCESS
CC BY

میرا دل دردِ فرقت سے چھڑائیے یارسول اللہؐ

مجھے جامِ مئے وحدت پلائیے یارسول اللہؐ

غمِ دنیاوعقبےٰ سب بھلائیے یارسول اللہؐ[17]

خواجہ محمد کریم اللہ جہاں ذاتِ خداوندی کا تذکرہ کرتے ہیں وہاں طالبانِ دید میں مئے توحید لٹاتے ہیں اور اپنی شاعری کے ذریعے ارفع واعلیٰ خدمت انجام دیتے ہیں وہاں حضور نبی کریم ﷺ کی مدحت و نعت لکھتے ہیں اوران کا قلم فنی سربلندیوں کے ساتھ ساتھ عشق و سرمستی کی رفعتوں کی عکاسی کرتا دکھائی دیتا ہے۔ سرورِ کائنات کا ذکر آتا ہے تو خواجہ محمد کریم اللہؒ مہجوری میں حضوری کا لطف اُٹھاتے ہیں۔ نعت کہتے ہوئے خود بھی جذب و سرمستی میں ڈوب ڈوب جاتے ہیں اور اپنے ساتھی قاری کو بھی اسی کیفیت بے اختیار کا لطف بخش دیتے ہیں۔ ملاحظہ کیجیے:[18]

آئینہ ذاتِ خدا نورِ جمال مصطفےٰؐ

ہے مطلع نور الہدیٰ قدرِ کمال مصطفےٰؐ

احمد شہودِ دلبراں وہ نورِ چشم مرسلاںؐ

ہے خاص ختم الانبیاءؐ جاہ و جلالِ مصطفےٰؐ

وہ شاہد و مشہودِ حق محبوب اور مقصودِ حق

ہے دلبرِ ہر دلربا ابرو ہلالِ مصطفےٰ[19]

اور آپ کی انتہائی عاجزی وانکساری اور امّت کا درد اس کلام میں جابجا ملتا ہے۔اور آپؒ اکثر ہر نعت کے آخر پر آپ ﷺ سے رہنمائی اور مدد کے طالب نظر آتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

طالبِ دیدار ہیں ہم یا نبیؐ فریادرس

خادمِ سرکار ہیں ہم یا نبیؐ فریادرس

عاجز و لاچار ہیں ہم خاکسار و حالِ زار

دردِ دل سے زار ہیں ہم یا نبیؐ فریادرس[20]

8۔ غزلیات

خواجہ محمد کریم اللہؒ کی شاعری تعلیماتِ اسلامی کے تابع ہے۔ عشق و سرمستی کے بحرِ بے کراں میں غوّاصی کرتے ہوئے وہ فلسفہ توحید کی اصل سے کبھی روگردانی نہیں کرتے۔ ان کی غزلیات انسان کو عظمتِ خداوندی اور رفعتِ مقامِ کبریائی کا احساس دلاتی ہیں۔ ان کی ایک غزل میں شانِ خداوندی یوں جلوہ گر نظر آتی ہے:

عجب ہے ظاہر و باطن وہ ذاتِ ربّ غیور

OPEN ACCESS

CC BY

خیال و وہم سے برتر گمان و وہم سے دُور
عجب ظہور ہے اس کا کہ ہے وہ عینِ حجاب
عجب حجاب ہے اس کا کہ ہے وہ عینِ ظہور
یہ کیا کرشمۂ ناز و ادا کریمی ہے
کسی کو حرفِ زدن کا یہاں نہیں مقدور[21]

9۔ارمغانِ کریمی

خواجہ محمد کریم اللہؒ صاحب نے ارمغانِ کریمی کی صورت میں سیّدنا غوثِ اعظمؒ کے حضور اپنے مصائب و آلام کا دکھڑا پیش کیا ہے۔اور آپؒ کے اوصاف و محاسن گنوائے ہیں۔اور آپؒ کے کردار اور حسنِ سیرت کی جھلکیاں پیش کی ہیں۔[22] آپ کی اس صفت کا تذکرہ کیا ہے جس کے مطابق آپؒ غم کے ماروں کی دستگیری اور لاچاروں کی استعانت فرماتے ہیں ان اوصافِ عالی کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

؎المدد یا شیخ محی الدین جیلانی مدد
پیرِ پیراں قطبِ عالم ربّانی مدد
شاہِ شاہاں غوثِ اعظم غوثِ صمدانی مدد
فیضِ یزداں پیرِ ما محبوبِ سبحانی مدد
یاجناب غوثِ اعظمؒ لیجئے میری خبر
مبتلائے درد و غم پر مہر کی کیجئے نظر[23]

اس میں آپ کی نظر اُن تمام مسائل پر ہے جن کو آج کے انسان نے اپنے اُوپر مسلط کیا ہوا ہے۔وہ شیطانی وسوسوں کا شکار ہو کر اندھیروں میں ڈوبا ہوا ہے۔مایوسیوں کا شکار ہو کر اپنی پہچان سے محروم ہوتا جارہا ہے۔آپ نے شیخ عبد القادر جیلانیؒ کے سامنے اپنے حالِ دل کو اس طرح رکھا۔

؎عزت و ناموس کا شیشہ شکستہ ہو گیا
جب سے شیطان نے کیا ہے مجھ کو پابند ہوا
بہرِ ذُوالنورین عثمان صاحب علم و حیا
لطف و رحمت کی نظر مجھ پر بھی ہو للہ ذرا[24]

OPEN ACCESS
CC BY

10۔ مسدس کریمی

"مسدس کریمی" فقہی بصیرتوں اور عرفانی جمال کی آئینہ دار ایک مذہبی، دینی اور اصلاحی مدرس تصنیفِ لطیف ہے جو ہر اہلِ اسلام کو بنائے اسلام کے ظاہری و باطنی، فقہی و عرفانی مسائل اور معاملات و واردات سے ذوقِ شناسائی بخشتی ہے۔ اور دعوتِ صراطِ مستقیم دیتے ہوئے تطہیر و تزکیہ و معارف کی سر بلندیوں سے روشناس کرواتی ہے۔ یہ کتاب وجدان اور اسلوبِ شعری کے اعتبار سے بزمِ علم و ادب میں شمعِ فروزاں ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

ایک دن اک عارفِ حق سے تھا یاروں کا سوال

بس کہا من عرف نفسہ اے محبانِ کمال

نفس کا عرفان ہے عرفانِ ربِّ ذوالجلال

اے دلِ اک تیرے سوا عرفانِ حق ہے بس محال [25]

ایمان کی تعریف کرتے ہوئے احادیث کو بڑے سلیقے سے نظم کی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب کتابِ شعریت ہے اور شریعت، حقیقت اور معرفتِ الٰہی اس کی منزلیں ہیں۔ کئی بندوں میں نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کی وضاحت کی گئی ہے۔ اس شعر میں اس بات کی تصدیق ہے۔

حج کرنا فرض ہے، کر حج ہے اصلاحِ جان

گر نہیں اصلاحِ جاں تو ہے تماشائے جہان

اس سے ہے بہتر کہ ہو خوشتر خدا کو ایک جان

دل کا لانا ہاتھ میں ہے حجِّ اکبر اے جوان

ایک دِل بہتر ہزاروں کعبہ سے ہے اے پسر

دِل گزر گہ حق تعالیٰ کا ہے اے صاحبِ ہنر [26]

ان تمام کتابوں کے قلمی نسخے موجود ہیں۔ آپ کا اُردو کلام آخری ادوار کا کلام ہے۔ [27]

اُردو نثر۔ 11۔ آداب المریدین 12۔ بیان مخدوم 13۔ ہمہ اوست 14۔ وحدت الوجود 15۔ منازلِ سلوک 16۔ شجرہ طیّبہ

11۔ آداب المریدین

"آداب المریدین" صنفِ خاص میں صوفیاء کرام پر وارد ہونے والی کیفیات کو بیان کیا گیا ہے اور سلسلہ کے اصول و ضوابط کو منضبط کیا گیا ہے اور ان کی وضاحت اپنی نفسی تحقیق سے کی گئی ہے تاکہ سالکین جلد راہِ سلوک کو طے کر کے منزلِ مقصود تک پہنچ سکیں۔ آپؒ نے سالک کی آسانی کے لئے مختلف مدارج بیان کیے ہیں۔ جیسے "پیر کے ہاتھ پر بیعت کرنا" اس طرح تمام مدارج بیان

CC BY

کرتے جاتے ہیں۔اور بات کو بہت واضح طور پر بیان کرتے ہیں۔اسی طرح آپؒ اپنے مریدین کو نماز کی تلقین اس انداز میں کرتے ہیں:

"نماز اطمینانِ دِل سے پڑھنا اور رکوع و سجود آرام سے کرنا اور قومہ و جلسہ میں تاخیر کرنی واجبات سے ہے کیونکہ پیغمبرِ خدا ﷺ ایسا ہی کرتے تھے اگر کوئی شخص اخلاصِ نیّت سے ایسی نماز پڑھے تو وہ مقبولِ بارگاہ الٰہی ہوتی ہے۔اگر ریاکار نماز میں طوالت خواہ کس قدر کرے تو اس کی نماز مقبول نہیں ہوتی کیونکہ وہ مخلوق کی خاطر اپنے لیے کر رہا ہے۔"[28]

12۔بیان مخدوم

"بیانِ مخدوم"وہ شرح گراں مایہ ہے کہ جس کا حرف حرف کشفِ اسرارِ حق اور بحرِ حقیقت و معرفت ہونے کے ساتھ ساتھ وہ جوہرِ تابندہ ہے کہ جس کے انوار اہلِ شوق و ذوق کے لیے مکاشفۃ القلوب، کشف المحجوب اور عقدہ کشاہ ہوں گے۔اور "بیانِ مخدوم"کی صورت میں جو شرح ہمارے پیشِ نظر ہے یہ صوفیانہ ادب میں ایک ہی مثال ہے کہ کسی عظیم صوفی شاعر نے اپنے کلامِ عارفانہ کی شرح بقلم خود تحریر کی ہو۔اس میں آپ نے دنیائے تصوف میں اُس مسئلے کو اجاگر کیا ہے جس میں ساری روحانیت کی بنیاد ہے کہ "اللہ دی یاد روحانیت دی اصل اے"بزرگ فرماتے ہیں کہ نفسانی خواہشات کو اللہ تعالیٰ کی رضا کی چھری سے ذبح کیا جائے تو پھر مقصود الی اللہ حاصل ہوتا ہے۔

ث ثابتی اس دی ویکھ یارا حالت رہی نہ ساڈی کل والی
اساں دشمناں دوستاں اک جاتا کوئی گل ناہیں ساڈی ول والی
اسیں غنی خدا تھیں ہوگئے حاجت نہیں مکان محل والی
عاشق ویکھ غناتے فقر ساڈا خواہش رہی نہ کسے عمل والی[29]

تشریح:اے دوست ہم لوگوں کی ثابت قدمی کی طرف دیکھ۔کیونکہ درجہ حق الیقین سے ہماری حالت دیرینہ نہیں رہی۔خواہشات نفسانیہ سے ہم کو بے تعلقی حاصل ہوچکی ہے اور کدورت نفسانیہ سے پاک ہوچکے ہیں۔بس اس لئے ہم کو دوست اور دشمن یکساں معلوم ہوتے ہیں۔ہماری یہ بات غلط نہیں ہے۔

پس ہمارا اسی حکم کے لحاظ سے کوئی دشمن نہیں اور کوئی دوست بھی نہیں۔اسی کو مساوات کہتے ہیں، جو درویش کا مذہب ہے۔اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم اس قدر غنی ہوچکے ہیں کہ ہمیں نہ کوئی حاجت ہے اور نہ محبت الٰہی کے سوا کسی عمل کی خواہش ہے۔

فقط سوائے غلبہ محبت حق سے اس کا جمال ہی طلب کرتا ہے اور کسی چیز کی طلب نہیں کرتا یہی فقیر کی بے نیازی ہوتی ہے

آپ کا غیر مطبوعہ اُردو نثر کا کام مختلف موضوعات پر چھوٹے بڑے مقالات کی شکل میں موجود ہے۔[30]

CC BY

13۔ ہمہ اوست

"ہمہ اوست" میں اہلِ حق کی تجربی، مشاہداتی، اور وجدانی سطح کا بیان ہے جس پر عامۃ النّاس کو بحث رواء نہیں۔ حضرت مخدوم العصرؒ نہ صرف مشرب وحدت الوجود کے قائل تھے بلکہ آپ اس کے شارح اور مبلّغ بھی تھے۔ آپ کی تمام تصانیف میں وحدت الوجود کے متعلق لطیف نکات جابجا ملتے ہیں۔ آپؒ نے اس رسالہ میں "احدیّت، وحدت اور واحدیّت کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا ہے ۔اس کے بعد آپؒ نے اس رسالہ میں روح کے متعلق قرآن وحدیث سے استدلال کرتے ہوئے ساتھ عالمِ ارواح اور عالمِ اجسام اور عالمِ برزخ کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ خواجہ محمد کریم اللہؒ عالم برزخ کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

"یہ عالمِ برزخ بھی دو قسم کا ہوتا ہے ایک مطلق ہے اور دوسرا مقیّد ہے جو پر تو شیشہ دل میں پڑتا ہے یا خیالِ انسانی میں آسکتا ہے اسے مقید کہتے ہیں۔ جو خیالِ انسانی سے باہر ہے وہ مطلق ہے اس میں عروج ونزول کے مقام ہیں، جن کے جدا جدا احکام ہیں۔ حقیقت میں یہ قلبِ محمد ﷺ کا مظہر ہے نہ مطلق ہے نہ مقید ہے یعنی اگر معنوں کی طرف دیکھا جائے تو مطلق ہے اگر صورت کی طرف دیکھا جائے تو مقیّد ہے اور اگر حقیقتاً دیکھا جائے تو صورت و معنیٰ اور اسم و مسمیٰ ایک ہی ہوتا ہے۔"[31]

ارشادِ ربّانی ہے:

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ[32]

ترجمہ: "اس جیسا کوئی نہیں اور وہی سنتا دیکھتا ہے"۔[33]

تشبیہ اور تنزیہہ دونوں کو شامل ہے۔

14۔ وحدت الوجود

حضرت خواجہ محمد کریم اللہ عباسی قادریؒ کا تصنیف شدہ مرقّع علم و حکمت بعنوان "وحدت الوجود" زیرِ نظر ہے ۔ غوثِ صمدانی، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ آپ وحدت الوجود کے قائل تھے۔ جہاں جہاں سلسلہ عالیہ قادریہ کے انوار و فیضان کی وسعتیں ہیں وہاں وہاں وحدت الوجود حرزِ جان ہے۔ حضرت خوجہ محمد کریم اللہ عباسی قادریؒ بھی وحدت الوجود کے قائل ہیں۔ اور آپؒ کی تصنیف کا موضوع بھی وحدت الوجود ہے۔ آپ اس کتاب میں روح کے متعلق فرماتے ہیں۔

"پہلا مرتبہ "روح" ہے اور وہ ایک جوہرِ لطیف وبسیط ہے جو ہر اسباب کدورت اور مادہ وصورت سے پاک ہے۔ نہ روشن ہے نہ تاریک، نہ دور ہے نہ نزدیک، نہ محدود ہے نہ محصور، بلکہ اس کی حقیقت سے ادراک بے حد دور ہے کیونکہ یہ قابل، تصویر وترکیب ہرگز نہیں ہے۔"[34]

"وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا"[35]

CC BY

"اور تم سے روح کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے اور تمہیں
علم نہ ملا مگر تھوڑا"۔[36]

اس سے مراد یہ ہے کہ یہ ایک سرِّ الٰہی ہے جو سب اسراروں کا مخزن اور سب انواروں کا معدن ہے۔[37]

15۔ منازلِ سلوک

حضرت مخدوم العصر نے اس تصنیف "منازلِ سلوک" میں شریعت، طریقت، معرفت اور حقیقت کو منظوم کلام کی صورت میں پیش کیا ہے۔ عہدِ حاضر کے تمام تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اس راہ کے متعلق اظہاری نوعیّت بھی ایسی ہے کہ جو توہمات کے تمام اندھیروں میں ضوفشانی کرتے ہوئے عقل و خرد اور قلب و نظر کے لئے وجہ تشفی ثابت ہو زیرِ نظر نظم "منازلِ سلوک" اس ضمن میں احسان مندی ہے۔[38] آپؒ طریقت کے بارے میں نفس کی خواہشات کو کچلنے اور رضا الٰہی کی ترغیب دے رہے ہیں آپ فرماتے ہیں:

بھول جا سب دل سے اپنے خواہشِ دین و دنیا
ہر کسی کو دیکھ یکساں اے فقیر اس جگہ
نفس اپنے پر ہو قادر ترک ہستی کا کرے
کھائے یا نہ کھائے لیکن ذکر ہو اس کی غذا
مرضی مولا کے مطابق ہو رہو تم اے کریمؔ
تا کہ ہو جائے ترا یہ خُلق سب خُلقِ خدا[39]

16۔ شجرہ طیّبہ

اس شجرہ طیّبہ میں اللہ ربّ العزت کے مقبولین کا تذکرہ رحمتِ الٰہی کے نزول کا سبب ہے۔ کیونکہ تذکرۃ الاولیاء نزول الرحمۃ ہوتا ہے۔[40] اور اس سے راہِ سلوک (منازلِ روحانیہ) میں ترقی و سرفرازی اور احوالِ ظاہریہ و باطنیہ میں کشادگی ہوتی ہے۔ اس شجرہ طیّبہ میں آپؒ سب سے پہلے حمد و ثناء منظوم کلام کی صورت میں پیش کرتے ہیں اس کے بعد درود و سلام کے گجرے نچھاور کرتے ہیں اور اس کے بعد مناجات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ ایک جگہ شجرہ طیّبہ میں آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سرکار ﷺ کو وسیلہ بنا کر دعا کرتے ہیں اور غیر کی اُلفت کو دور کرنے کے ملتجی ہیں۔ آپ عرض کرتے ہیں:

یا الٰہی بندۂ مسکیں گدا بے کس غریب
ملتجی در پر کھڑا ہے التجاء کے واسطے
سر پر ہے انبارِ عصیاں دل میں گمراہی کا داغ
مجھ پر رحمت کیجیے اب مصطفٰیؐ کے واسطے

CC BY

غیر کی اُلفت کو یارب دور کر دے قلب سے
سیّدِ عرب و عجم شمس ُالضُّحیٰ کے واسطے[41]

حضرت خواجہ محمد کریم اللہ عباسی قادری ؒصوفیائے کرام کے اُس طبقے سے تعلق رکھتے تھے جن کی شاعری تعمیر اخلاق و کردار اور اصلاح امّت کے لئے وقف تھی۔ وہ ستائش کی تمنا، صلے کی پرواہ اور ریا سے بے نیاز تھے۔ ان کی شاعری کا اولین مقصد حصولِ خوشنودیِ خدا اور مصطفیٰ ﷺ تھا۔ ان کی شاعری تو خدا اور رسول ﷺ کے لئے تھی۔ ان کی شاعری ترویج دینِ اسلام کے لئے تھی۔ بلاشبہ ان کی ساری زندگی بے مثال سیرت و کردار کا نمونہ تھی جس کی تشریح قرآن و سنّت ﷺ میں ملتی ہے۔ انہوں نے خود کو دینِ اسلام کی سربلندی و سرفرازی کے لئے وقف کیا ہوا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ان کی زندگی میں ہزاروں طالبانِ حق منزلِ روحانی سے فیض یاب ہوئے اور آج ان کی وفات کے بعد بھی آپ کے ارادت مند آپ کی بخشی ہوئی دولتِ کردار اور صوفیانہ شاعری سے اپنے ذہن و فکر کی ظلمتوں کو اجالے بخشتے اور آپ کے تذکارِ ایمانی سے قلب و نظر کو پُر نور پاتے ہیں۔

وصال اقدس:

آپؒ کا وصال مبارک ۱۸ شعبان ۱۳۶۱ھ بمطابق ۳۱ اگست ۱۹۴۲ء کو راہی ملک عدم ہوئے اور درگاہ معلیٰ حضرت غوث العصر، بازار خراداں گوجرانوالہ میں مدفون ہوئے۔ آپکا عرس مبارک نہایت ادب و احترام سے ہر سال ۱۶ اکتوبر کو انعقاد پزیر ہوتا ہے۔[42]

نتائج مقالہ

1. اس مقالہ کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صوفیاء کرام کی کاوشوں سے مسلمانوں نے اپنے رسم و رواج اور ثقافتی اقدار کو مظالم کے باوجود محفوظ رکھا۔
2. مظالم اور انتہائی معاندانہ پالیسیوں کے باوجود جب سینکڑوں کی تعداد میں مشائخ تصوف کو شہید کر دیا گیا اُن کی خانقاہوں پر بھی قدغنیں لگا دی گئیں۔ ان سب مظالم کے باوجود ان مشائخ نے مذہبی، اخلاقی، سماجی اور سیاسی سطح پر علمِ جہاد بلند رکھا۔
3. مشائخ تصوف نے حالات و واقعات کا جائزہ لے کر خانقاہوں سے نکل کر رسمِ شبیری ادا کی اور مسلسل جدوجہد کے ذریعے اپنے خون سے اسلامی تشخص کے تحفظ کے لئے کاوشیں کی۔
4. مشائخ تصوف نے انتہائی ناسازگار حالات میں جب مسلمانوں کی نسل کشی کی جارہی تھی اور اسلامی اقدار و نظریات کو ختم کیا جارہا تھا تب انہوں نے اسلام کے فکری اور نظریاتی پہلو کی حفاظت کی۔
5. مشائخ تصوف کے خانقاہی نظام نے اسلام کے روحانی پہلو کی اُس وقت حفاظت کی جب سیاسی اور معاشرتی سطح پر مسلمانوں کا مذہبی تشخص خطرے میں تھا۔

CC BY

6. خاندان عباسیہ نے برصغیر میں بالعموم اور وسطی پنجاب میں بالخصوص عوام میں روحانی بالیدگی کا سامان فراہم کیا۔ اُن کی روحانی بیماریوں کا تریاق ڈھونڈنے میں اہم کردار ادا کیا۔

سفارشات

1. ایسے رسم ورواج اور ثقافت جن کا اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں غیر اسلامی تصوف میں نظر آتے ہیں ان کا قلع قمع کیا جائے۔
2. روحانی تربیت گاہوں کا قیام عمل میں لایا جائے۔ جس میں دنیاوی علوم کے ساتھ ساتھ دینی و مذہبی تعلیم بھی دی جائے
۔
3. خالص اسلامی تصوف جو اسلامی تعلیمات کی ترویج و اشاعت کے لیے کوشاں نظر آئے اسی کو حق متصور کیا جائے۔
4. تحریری اور تقریری مقابلوں میں حصہ لینے کے ساتھ ساتھ ادبی سرگرمیوں پر بھی خصوصی توجہ دی جانی چاہیے۔

صوفیانہ ادب کو تنقید کا نشانہ بنانے کی بجائے ان برگزیدہ ہستیوں کی خدمات کو دادِ تحسین پیش کی جائے.

CC BY

---

[1] ۔ادبی مجلہ مہک، حمایتِ اسلام پریس لاہور، گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ، ۱۹۸۴ء، ۱۹۸۲ء، گوجرانوالہ نمبر، ص ۳۹۵

[2] ۔ ایضاً، ص ۳۹۵

[3] ۔ ایضاً، ص ۳۹۶

[4] ۔ ایضاً، ص ۳۹۶

[5] ۔خواجہ محمد کریم اللہ عباسی قادریؒ، دیوانِ عشق، عباسی پبلیکیشنز، درگاِ عالیہ قادریہ، حضرت غوث العصر، بازار خراداں، گوجرانوالہ، ۱۹۹۶ء، ص ۱۵

[6] ۔خواجہ محمد کریم اللہ عباسی قادریؒ، گنجِ عرفان، عباسی پبلیکیشنز، پوسٹ بکس نمبر ۵۹۱، درگاہ عالیہ قادریہ، غوث العصرؒ، بازار خراداں، گوجرانوالہ، ۱۹۹۶ء، ص ۹۹

[7] ۔ادبی مجلہ مہک، گوجرانوالہ نمبر، ص ۳۹۶

[8] ۔خواجہ محمد کریم اللہ عباسی قادریؒ، گنجِ عرفان، ص ۱۰۲

[9] ۔خواجہ محمد کریم اللہ عباسی قادریؒ، میزان عشق، عباسی پبلیکیشنز پوسٹ بکس نمبر ۵۹۱، درگاہ عالیہ قادریہ، غوث العصرؒ، بازار خراداں، گوجرانوالہ، ۱۹۹۱ء، ص ۴۷

[10] ۔خواجہ محمد کریم اللہ عباسی قادریؒ، دیوانِ عشق، ص ۳۴

[11] ۔خواجہ محمد کریم اللہ عباسی قادریؒ، برہانِ عشق، عباسی پبلیکیشنز، گوجرانوالہ، پوسٹ بکس نمبر ۵۹۱، بازار خراداں، گوجرانوالہ، ۱۹۹۶ء، ص ۱۰

[12] ۔خواجہ محمد کریم اللہ عباسی قادریؒ، ایقانِ عشق، عباسی پبلیکیشنز، گوجرانوالہ، پوسٹ بکس نمبر ۵۹۱، بازار خراداں، گوجرانوالہ، ۱۹۹۶ء، ص ۱۵

[13] ۔خواجہ محمد کریم اللہ عباسی قادریؒ، ایقانِ عشق، ص ۴۷

[14] ۔صاحبزادہ شبیر احمد کمال عباسی، از گفتگو، درگاہ معلی، غوث العصر، خواجہ محمد عمر عباسی قادریؒ، بازار خراداں، گوجرانوالہ، ۲۰۱۸ء، ص ۳۷

[15] ۔البقرہ: ۲، ۲۵۵

[16] ۔خواجہ محمد کریم اللہ عباسی قادریؒ، زمزمہ محمدؐ، عباسی پبلیکیشنز، گوجرانوالہ، ۱۹۹۷ء، ص ۳۹

[17] ۔خواجہ محمد کریم اللہ عباسی قادریؒ، نورٌ علیٰ نور، والعصر پبلیکیشنز، درگاہ عالیہ قادریہ غوث العصر خواجہ محمد عمر عباسی قادریؒ، بازار خراداں، گوجرانوالہ، ۲۰۱۰ء، ص ۶۲

[18] ۔ادبی مجلہ مہک، گوجرانوالہ نمبر، ص ۳۹۷

[19] ۔خواجہ محمد کریم اللہ عباسی قادریؒ، نورٌ علیٰ نور، ص ۱۳

[20] ۔خواجہ محمد کریم اللہ عباسی قادریؒ، نورٌ علیٰ نور، ص ۹۳

[21] ۔ادبی مجلہ مہک، گوجرانوالہ نمبر، ص ۳۹۷

خواجہ محمد کریم اللہ عباسی قادریؒ، ارمغانِ کریمی، الکریم اکادمی، گوجرانوالہ، ۱۹۸۷ء، ص ۱۰

[23] ۔خواجہ محمد کریم اللہ عباسی قادریؒ، ارمغانِ کریمی، ص ۱۱

[24] ۔خواجہ محمد کریم اللہ عباسی قادریؒ، ارمغانِ کریمی، ص ۲۳

[25] ۔خواجہ محمد کریم اللہ عباسی قادریؒ، مسدّسِ کریمی، والعصر پبلیکیشنز، درگاہ عالیہ قادریہ، غوث العصرؒ، بازار خراداں، گوجرانوالہ، ۲۰۱۰ء، ص ۷

CC BY

26۔خواجہ محمد کریم اللہ عباسی قادریؒ، مسدسِ کریمی، ص ۵۸

27۔صاحبزادہ شبیر احمد کمال عباسی، از گفتگو، درگاہِ عالیہ، غوث العصر، بازار خراداں، گوجرانوالہ، ۲۰۱۸ء، ص ۴۳

28۔خواجہ محمد کریم اللہ عباسی قادریؒ، آداب المریدین، الکریم اکادمی، گوجرانوالہ، ۱۹۸۶ء، ص ۲۹

29۔خواجہ محمد کریم اللہ عباسی قادریؒ، گنجِ عرفان، ص ۸۶

30۔صاحبزادہ شبیر احمد کمال عباسی، از گفتگو، درگاہِ عالیہ، غوث العصر، بازار خراداں، گوجرانوالہ، ۲۰۱۸ء، ص ۴۷

31۔خواجہ محمد کریم اللہ عباسی قادریؒ، ہمہ اوست، عباسی پبلیکیشنز، پوسٹ بکس نمبر ۵۹۱، درگاہ عالیہ قادریہ غوث العصر، گوجرانوالہ، ۲۰۰۴ء، ص ۱۶

32۔الشوریٰ ۴۲:۱۱

33۔اعلٰحضرت امام احمد رضا بریلوی، کنز الایمان، ص ۸۷۰

34۔خواجہ محمد کریم اللہ عباسی قادریؒ، وحدت الوجود، عباسی پبلیکیشنز پوسٹ بکس نمبر ۵۹۱، درگاہ عالیہ قادریہ غوث العصر، گوجرانوالہ، ۲۰۰۴ء، ص ۱۲

35۔بنی اسرائیل ۱۷:۸۵

36۔اعلٰحضرت امام احمد رضا بریلوی، امام کنز الایمان، ص ۵۲۳

37۔خواجہ محمد کریم اللہ عباسی قادریؒ، وحدت الوجود، ص ۱۳

38۔خواجہ محمد کریم اللہ عباسی قادریؒ، منازلِ سلوک، عباسی پبلیکیشنز پوسٹ بکس نمبر ۵۹۱، درگاہ عالیہ قادریہ غوث العصر، گوجرانوالہ، ۲۰۰۴ء، ص ۵

39۔خواجہ محمد کریم اللہ عباسی قادریؒ، منازلِ سلوک، ص ۱۱

40۔خواجہ محمد کریم اللہ عباسی قادریؒ، شجرہ طیّبہ، عباسی پبلیکیشنز، پوسٹ بکس نمبر ۵۹۱، درگاہ عالیہ قادریہ غوث العصر، گوجرانوالہ، ۲۰۰۴ء، س،ن، ص ۲

41۔خواجہ محمد کریم اللہ عباسی قادریؒ، شجرہ طیّبہ، ص ۴

42۔ڈاکٹر فقیر محمد فقیر، باکمال درویش، والعصر پبلی کیشنز، درگاِ عالیہ قادریہ، حضرت غوث العصر، بازار خراداں، گوجرانوالہ، ۲۰۱۱ء، ص ۱۴

CC BY